جمہوریہ چیچنیا کا مستقبل

مسلم سجاد

جمہوریہ چیچنیا کے نومنتخب صدر اسلان مسخادوف اس سال فریضہ حج ادا کرنے کے لیے آئیں گے تو مسلم ممالک کے بہت سے رہنماؤں سے ان کو ذاتی ملاقات کا موقع ملے گا۔ جعفر داؤد شہید کی قیادت میں اہل چیچنیا نے جن حالات میں روس جیسی طاقت کو ناکوں چنے چبوائے ہیں، اور اپنی مملکت کو آزادی کے راستے پر ڈالا ہے، اس نے امام شامل کی وارث اس قوم کے ہر ہر فرد کو امت کی نظروں میں ہیرو بنا دیا ہے۔ یقیناً حجاج کرام مسخادوف اور ان کے رفقا پر عقیدت و احترام کے پھول نچھاور کریں گے۔

جنوری میں ہونے والے انتخابات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ۵ لاکھ سے زائد رائے دہندگان نے اس امیدوار کے حق میں فیصلہ دیا ہے جو کامیاب عسکری حکمت عملیوں کی تشکیل کے ساتھ ساتھ مذاکرات کی میز پر بھی اپنی فہم و فراست کا لوہا منوا چکے ہیں۔ چیچن عوام کو اندازہ ہے کہ روسیوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت یہ دونوں صلاحیتیں بے حد ضروری ہیں۔ اسلان مسخادوف چیچن افواج کے کمانڈر انچیف رہے ہیں۔ انھوں نے اگست ۱۹۹۶ میں چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی میں قابض روسی افواج کو شکست دے کر شہر پر چیچن حریت پسندوں کا قبضہ پھر سے بحال کیا۔ بعد ازاں جنرل اسلان مسخادوف نے ۳۱ اگست ۱۹۹۶ کو جنرل لیبید کے ساتھ ایک تاریخی معاہدے پر دستخط کیے جس کی رو سے اگرچہ چیچنیا کے سیاسی مستقبل کے تعین کا فیصلہ سن ۲۰۰۱ تک معطل کیا گیا، تاہم اس معاہدے کے نتیجے میں عملاً چیچنیا کی سرزمین پر حریت پسندوں کو مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا۔

میدان جنگ میں اور مذاکرات کی میز پر زبردست کامیابیوں کے حصول نے چیچن عوام میں جنرل اسلان مسخادوف کی مقبولیت بام عروج پر پہنچائی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صدارتی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے کسی بھی امیدوار کو دس ہزار افراد کے حمایتی دستخط پیش کرنے کی قانونی ضرورت کے پیش نظر جنرل اسلان مسخادوف نے اپنے کاغذات نامزدگی کے ساتھ حمایتی دستخطوں کی جو فہرست جمع کرائی وہ ایک لاکھ افراد کے دستخطوں پر مشتمل تھی۔ انھوں نے بدھ ۱۲ فروری کو نومنتخب صدر جمہوریہ کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ گروزنی میں ان کی حلف برداری کی تقریب میں روسی سیکورٹی کونسل کے سربراہ ایوان ریبکن اور جنرل الیگزنڈر لیبید بھی موجود تھے۔ جنرل اسلان مسخادوف نے اپنا حلف قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر اٹھایا۔ انھوں نے اپنے حلف میں کہا: "میں عہد کرتا ہوں کہ میں چیچن مملکت کی آزادی کا تحفظ کروں گا۔ میں دستور و قانون کا احترام کروں گا اور چیچن عوام کے حقوق کا دفاع کروں گا"۔ انھوں نے مزید کہا: "میں ان چیچن عوام کے حقوق کا دفاع کروں گا جو پچھلے تین سو سالوں سے اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں"۔ انھوں

نے چیچنیا کے اسلامی تشخص کو مضبوط کرنے اور ملک میں لاقانونیت کے خاتمے کا بھی عہد کیا۔ چیچنیا میں رہائش پذیر روسی اقلیت کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ "مذہبی وابستگیوں سے قطع نظر تمام شہری یکساں حقوق کے حق دار ہوں گے"۔

اس سے قبل انھوں نے ۲۸ جنوری کو انتخابات کے ابتدائی نتائج کے اعلان کے وقت کہا تھا: "چیچنیا ایک آزاد ملک ہے جو اپنی خود مختاری کا اعلان کر چکا ہے۔ اب تو صرف یہ عمل باقی ہے کہ اس کی آزادی کو روس سمیت دیگر ممالک تسلیم کرلیں"۔ صدر مسخادوف کی حلف برادری کی تقریب میں شرکت کے لیے بعض غیر ملکی شخصیات کو بھی دعوت نامے بھجوائے گئے تھے۔ لیکن کریملن کی ان دھمکیوں کی وجہ سے کہ ان ممالک کے ساتھ روس اپنے سفارتی تعلقات منقطع کرلے گا جن کے نمایندے مسخادوف کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کریں گے، غیر ملکی نمایندوں نے تقریب حلف برداری میں شرکت کی جرات نہیں کی۔ ماسکو کی اس روش پر تبصرہ کرتے ہوئے تقریب میں موجود جنرل الیگزینڈر لیبد نے کہا: "روسی حکام کی طرف سے غیر ملکی مہمانوں کی تقریب میں شرکت روکنے کا اقدام حماقت پر مبنی ہے۔ اس جمہوری عمل کی تو حوصلہ افزائی ہونی چاہیے تھی"۔

کچھ روسی سیاسی حلقوں نے یہ تاثر پھیلانے کی کوشش کی کہ جنرل اسلان مسخادوف کریملن کے حمایت یافتہ صدارتی امیدوار تھے۔ اس کا ایک مقصد تو بظاہر صدر مسخادوف اور دیگر حریت پسند رہنماؤں کے درمیان اختلاف پیدا کرنا تھا۔ ثانیاً اس تاثر کے ذریعے کریملن کے حکام جنرل مسخادوف کی مستقبل کی پالیسیوں پر اثرانداز ہونے کے بہتر مواقع پیدا کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ روسیوں کے یہ دونوں مقاصد پورے ہوتے نظر نہیں آرہے ہیں۔ صدارتی انتخابات کے دوسرے مضبوط ترین امیدوار شامل باسایف نے اسلان مسخادوف کی کامیابی کے بعد یہ کہہ کر روسیوں کی ان توقعات پر پانی پھیر دیا کہ:

"آپ (مسخادوف کو) نہیں جانتے، وہ (روسیوں کے مقابلے میں) مجھ سے بھی زیادہ سخت موقف کے حامل ہو سکتے ہیں۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا"۔ شامل باسایف نے مزید کہا: "ہمارے درمیان تصادم کبھی بھی نہیں ہو گا۔ ہم نے روسی جارحیت کے خلاف کندھے سے کندھا ملا کر جہاد کیا ہے۔ ہمارا ایک مشترکہ ہدف ہے اور وہ چیچنیا کی آزادی ہے"۔

جنرل مسخادوف ایک مضبوط شخصیت کے حامل آدمی ہیں۔ وہ جذبات کو منطق پر غلبہ حاصل نہیں ہونے دیتے۔ وہ حالیہ چیچن جنگ آزادی کے ہیرو شہید جعفر داؤد کے قریب ترین ساتھیوں میں سے تھے۔ شہید صدر سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں: "جنرل جعفر داؤد سخت گیر اور جذبات سے مغلوب ہونے کی خصوصیات کے حامل تھے۔ میں ہمیشہ (ان سے) کہتا تھا کہ ہمیں جنگ کی طرف بھاگنا نہیں

چاہیے (We should not rush to the war)۔ جہاں تک چیچنیا کی آزادی اور استقلال کا تعلق ہے میرے اور ان کے موقف میں ذرہ برابر فرق نہیں تھا"۔

صدر مسخادوف کی مستقبل کی پالیسیوں پر اثرانداز ہونے سے متعلق روسی توقعات میں یہ بات شامل ہے کہ بحیرہ کیسپین کے تیل کی ترسیل کے لیے جمہوریہ چیچنیا کی سرزمین سے گزرنے والی پائپ لائن کے استعمال پر انھیں راضی کیا جائے۔ یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ کریملن کی طرف سے چیچنیا کی آزادی تسلیم نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ اس خطے میں روسی اقتصادی مفادات ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ صدر مسخادوف روس کے ساتھ مضبوط اقتصادی تعلقات کے خواہاں ہیں لیکن وہ ان تعلقات کو برابری اور باہمی مفاد کی بنیاد پر تشکیل دینا چاہتے ہیں۔ اس پس منظر میں وہ چیچنیا کی سرزمین میں موجود پائپ لائن کو ملک کی اقتصادی خوشحالی کے لیے استعمال کریں گے اور روسیوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت جمہوریہ کے اقتصادی مفادات کا تحفظ یقینی بنائیں گے۔

صدر مسخادوف کی ترجیحات میں ملکی تعمیرنو سرفہرست ہے۔ وہ روسیوں سے تاوان جنگ کی مد میں خطیر رقوم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال توقع یہی ہے کہ کریملن رقوم کی فراہمی کو چیچنیا کی روس کے اندر خودمختار خطے کی حیثیت سے شمولیت قبول کرنے سے مربوط کرے گا۔ کیا صدر مسخادوف چیچنیا کی آزادی اور استقلال پر سودا کیے بغیر روسیوں کو چیچنیا کی تعمیرنو کے لیے اقتصادی امداد اور رقوم کی فراہمی پر راضی کر سکیں گے؟ دوسری طرف جب مسلم ممالک کے وسائل کے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں تو یہ سوال ذہن میں ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ کھربوں کی رقم جو مغرب کے اقتصادی نظام کو تحفظ دے رہی ہے، کیا امت کو عزت عطا کرنے والے چیچنیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کے مستقبل کی تعمیر پر صرف نہیں ہو سکتی؟ (ماخوذ: وسطی ایشیا کے مسلمان، مارچ اپریل ۹۷)

نائیجیریا میں امریکہ کا کھیل

مسلم سجاد

امریکہ بہت معصوم بن کر دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور ہمارے مسلمان ممالک، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اس کے ساتھ معاہدے کرتے ہیں۔ لیکن عالمی حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ امریکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے ہر طرح کی دہشت گردی کی کارروائیاں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے حکمرانوں کو قتل کروا دینے میں بھی کوئی باک نہیں ہے۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد سب کچھ مستند طور پر سامنے بھی آجاتا ہے لیکن امریکہ کی نیک نامی میں کوئی فرق نہیں آتا۔